99499 ـ لوگوں نے فطرانہ جمع کروایا لیکن فقراء نہ ملنے کی وجہ سے عید کے بعد تقسیم کیا

سوال

ایك شخص اٹلی میں مقیم ہے، اور اپنے علاقے کی مسجد کا متولی اور نگران ہے، مسجد کے کام مثلا خرچہ وغیرہ اور رمضان میں فطرانہ جمع کرنا تا کہ مستحقین تك پہنچایا جا سکے، لیکن مستحقین کی مکمل شروط والا شخص نہیں ملا جسے وہ فطرانہ وغیرہ دیا جا سکے، اور ابھی تك اس کے پاس ہی جمع ہے، تو کیا مسجد کا نگران اسے مسجد کے خرچہ میں جمع کر لے ؟
یہ علم میں رہے کہ مسجد کے اخراجات کافی ہیں، یا کہ وہ اپنے ملك میں شرعی علوم پڑھانے والے مدرسہ کو دے دے، کیونکہ مدرسہ محسنین سے چندہ جمع کر کے چلایا جا رہا ہے، اور آیا کیا ایسے کرنے میں کوئی حرج تو نہیں، کیونکہ ا سکا بیٹا اس مدرسہ میں پڑھتا ہے، اور کیا فطرانہ دینے والوں کے اجروثواب میں تو کمی واقع نہیں ہو گی ؟

پسندیدہ جواب

الحمد للہ.

اول:

فطرانہ نماز عید سے قبل ادا کرنا واجب ہے؛ کیونکہ ابو داود اور ابن ماجہ میں ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما سے مروی ہے کہ:

" رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے روزہ دار کے لیے لغو فضول حرکتوں سے پاکی اور مساکین کے لیے بطور کھانا فطرانہ فرض کیا، جس نے نماز سے قبل فطرانہ ادا کیا تو یہ فطرانہ قبول ہوگا، اور جس نے نماز عید کے بعد ادا کیا تو یہ عام صدقات میں سے ایك صدقہ ہے "

سنن ابو داود حدیث نمبر (1609) سنن ابن ماجہ حدیث نمبر (1827).

علامہ البانی رحمہ اللہ نے صحیح ابو داود میں اسے حسن قرار دیا ہے.

ابو داود کی شرح عون المعبود میں لکھا ہے:

" اور ظاہر یہ ہوتا ہے کہ جس نے بھی نماز عید کے بعد فطرانہ ادا کیا تو وہ اسی طرح ہے جس نے فطرانہ ادا ہی نہ کیا ہو، اس وجہ سے کہ اس نے واجب کردہ صدقہ چھوڑا ہے.

اور اکثر علماء کرام یہ کہتے ہیں کہ: نماز عید سے قبل فطرانہ کی ادائیگی صرف مستحب ہے، اور انہوں نے بالجزم یہ کہا ہے کہ عید والے دن کے آخر تك اس کی ادائیگی ہو سکتی ہے، لیکن حدیث ان کا رد کرتی ہے.

اور رہا یہ کہ فطرانہ کی ادائیگی یوم عید سے بھی مؤخر کرنا ت واس کے متعلق ابن رسلان کہتے ہیں:

یہ بالاتفاق یہ حرام ہے، کیونکہ یہ زکاۃ ہے، تو اس کی ادائیگی میں تاخیر کرنا گناہ کو موجب ہوگا، جس طرح کہ نماز کو وقت نکلنے کے بعد ادا کرنا گناہ ہے " انتہی.

اس بنا پر اس امام نے جمع کردہ فطرانہ کی ادائیگی میں تاخیر کر کے غلطی کی ہے، اس کو چاہیے کہ وہ مساکین اور مستحقین کو تلاش کرتا، یا پھر کسی اور ملك اور علاقہ جہاں محتاجین تھے وہاں بھیج دیتا.

دوم:

جس نے بھی بغیر کسی عذر کے یوم عید کے بعد فطرانہ ادا کیا تو وہ گہنگار ہوگا، اس پر فطرانہ کی قضاء لازم ہے، اور مسجد کے نمازیوں کو کوئی گناہ نہیں، کیونکہ انہوں نے اسے اپنی جانب سے فطرانہ ادا کرنے کا وکیل بنایا تھا، اور اب امام کو چاہیے کہ وہ مستحقین تك فطرانہ پہنچائے، اور فطرانہ مسجد کے اخراجات میں شامل کرنا جائز نہیں.

رہا شرعی علوم کی تعلیم دینے والا مدرسہ اگر تو مدرسہ میں زیر تعلیم طلباء فقراء ہیں اور زکاۃ کے مستحق ہوں تو فطرانہ انہیں دینا جائز ہے، وگرنہ نہیں.

ابن قدامہ رحمہ اللہ کہتے ہیں:

" اور اگر وہ اس (یعنی فطرانہ کی ادائیگی) میں یوم عید کے بعد تك تاخیر کرتا ہے تو وہ گنہگار ہوگا، اور اس پر قضاء لازم ہے " انتہی.

دیکھیں: المغنی ابن قدامہ (2 / 458).

اور الموسوعۃ الفقھیۃ میں درج ہے:

" مالکیہ اور شافعیہ اور حنابلہ کی رائے یہ ہے کہ جس نے بھی ادائیگی کی استطاعت کے باوجود فطرانہ یوم عید کے بعد تك مؤخر کیا تو وہ گنہگار ہوگا، اور اس پر قضاء لازم ہے " انتہی.

دیکھیں: الموسوعۃ الفقھیۃ (43 / 41).

اور مستقل فتوی کمیٹی سے درج ذیل سوال دریافت کیا گیا:

كيا فطرانہ كى ادائيگى كا وقت نماز عيد سے ليكر دن كے آخر تك ہے ؟

كميٹى كا جواب تھا:

" فطرانہ كى ادائيگى كا وقت نماز عيد كے بعد شروع نہيں ہوتا، بلكہ رمضان كے آخرى دن كا سورج غروب ہونے سے شروع ہوتا ہے جو كہ شوال كى پہلى رات (جسے عرف عام ميں چاند رات كہا جاتا ہے) ہے، اور نماز عيد كے وقت پر ختم ہو جاتا ہے؛ كيونكہ نبى كريم صلى اللہ عليہ وسلم نے نماز عيد كى ادائيگى سے قبل فطرانہ ادا كرنے كا حكم ديا ہے.

ابن عباس رضى اللہ تعالى عنہما بيان كرتے ہيں كہ رسول كريم صلى اللہ عليہ وسلم نے فرمايا:

" جس نے نماز عيد سے قبل ادا كر ديا تو يہ فطرانہ مقبول ہے، اور جس نے نماز عيد كے بعد ادا كيا تو يہ عام صدقات ميں سے ايك صدقہ ہے "

اور عيد سے ايك يا دو يوم قبل فطرانہ كى ادائيگى جائز ہے، اس كى دليل ابن عمر رضى اللہ تعالى عنہما كى يہ حديث ہے:

رسول كريم صلى اللہ عليہ وسلم نے رمضان المبارك ميں فطرانہ فرض كيا.....

اور اس حديث كے آخر ميں ابن عمر رضى اللہ تعالى عنہ كہتے ہيں:

" اور يہ فطرانہ عيد سے ايك يا دو يوم قبل ديا كرتے تھے "

چنانچہ جس شخص نے بھى اس كى ادائيگى وقت ميں نہ كى تو وہ گنہگار ہوگا، اور اسے اس ميں تاخير سے توبہ و استغفار كرنا ہوگى، اور اس كے ساتھ ساتھ فطرانہ بھى فقراء كو ادا كرنا ہوگا " انتہى.

ديكھيں: فتاوى اللجنۃ الدائمۃ للبحوث العلميۃ والافتاء (9 / 373).

شيخ ابن عثيمين رحمہ اللہ سے درج ذيل سوال دريافت كيا گيا:

ميں نے فطرانہ ادا نہيں كيونكہ عيد كا اعلان اچانك ہواتھا، اور عيد الفطر كے بعد مجھے يہ دريافت كرنے كى فرصت ہى نہيں ملى كہ ا ب اس سلسلہ ميں مجھے كيا كرنا چاہيے، تو كيا فطرانہ مجھ سے ساقط ہو گيا ہے يا كہ ادائيگى ضرورى ہے، اور اس كى حكمت كيا ہے ؟

شيخ رحمہ اللہ كا جواب تھا:

فطرانہ کی ادائیگی فرض ہے، ابن عمر رضی اللہ تعالی عنہما بیان کرتے ہیں کہ:

" رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فطرانہ فرض کیا "

تو یہ ہر مسلمان مرد و عورت بچے اور بوڑھے، آزاد و غلام پر فرض ہے، اگر فرض کیا جائے کہ عید اچانك ہوئی ہو اور آپ اسے پہلے نہیں ادا کر سکے، تو آپ اسے عید کے دن ادا کر دیں، چاہے نماز کے بعد ہی ادا کرتے، کیونکہ فرضی عبادت کا وقت جب کسی عذر کی بنا پر ختم ہو جائے تو وہ عذر زائل ہوتے ہی اس کی ادائیگی کی جائیگی.

کیونکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا نماز کے بارہ میں فرمان ہے:

" جو شخص نماز بھول جائے، یا سویا رہے تو جب اسے یاد آئے اسی وقت اس کی ادائیگی کر لے، ا سکا کفارہ یہی ہے "

اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت تلاوت کی:

اور میری یاد کے لیے نماز قائم کر . طہ

اس بنا پر میرے سائل بھائی آپ کو فطرانہ کی ادائیگی اب کر دینی چاہیے " انتہی.

ماخوذ از: فتاوی الشیخ ابن عثیمین (18 / 271).

اور شیخ رحمہ اللہ کا یہ بھی کہنا ہے:

" اور اگر کسی عذر مثلا بھولنے، یا پھر چاند رات کو فقراء نہ ملنے کی بنا پر فطرانہ کی ادائیگی میں تاخیر کی تو فطرانہ قبول ہوگا، چاہے اس نے اسے اپنے مال کے ساتھ واپس کر دیا، یا اسے فقیر اور محتاج کے آنے تك باقی رکھا "

اس امام مسجد کو چاہیے کہ وہ جمع کردہ فطرانہ فقراء و محتاجین کو ادا کردے، اگر اس کے علاقے میں فقراء و محتاجین نہیں ملتے تو پھر کسی اور ملك اور علاقے بھیج دے.

شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ سے فطرانہ کسی اور ملك اور علاقے میں بھیجنے کے متعلق دریافت کیا گیا تو ان کا جواب یہ تھا:

" اگر تو کسی ضرورت مثلا محتاج اور فقراء نہ ملنے کی صورت میں فطرانہ کسی اور علاقے میں بھیجا جائے تو اس میں کوئی حرج نہیں، اور اگر بغیر کسی ضرورت کے ہو کسی اور علاقہ میں فطرانہ بھیجا جائے مثلا اس علاقے میں فقراء و محتاجیں ہوں تو پھر اہل علم کے قول کے مطابق کسی اور علاقے میں فطرانہ بھیجنا جائز نہیں " انتہی.

ماخوذ از: فتاوى ابن عثيمين (18 / 318).

والله اعلم .